OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2959-4367
ISSN (online): 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:3, Issue:1 , Jan -June 2024 PP: 27-37

پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی دینی اور علمی خدمات

Religious and Educational Services of Peer Aziz ur Rahman Hazarvi

Published: 25-06-2024
Accepted: 12-06-2024
Received: 05-05-2024

Abdullah
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University Mansehra
Email: hafizat15@gmail.com

Dr. Abdul Malik
Ph.D in Seerah, International Islamic University Islamabad
Email: Malikmansori@gmail.com

Malik Kamran Ali
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University Mansehra
Email: m.m.kamranaliiiui.edu@gmail.com

Abstract

The article explores the life and religious contributions of Maulana Aziz-ur-Rahman Hazarvi, beginning with his religious education and the construction of Masjid Saddiq-e-Akbar in Joharabad. It details his commitment to permanent religious centers, including the sanctuaries of the Holy Prophet (ﷺ), and his return to Pakistan. The establishment of Jamia Dar-ul-Uloom Zakariya in Islamabad and his various engagements are discussed. It also examines the adoption of British customs and culture by Indians following the British rule, and the vigorous protests by scholars against this cultural imposition, emphasizing its detrimental impact on the community. The scholars and religious institutions provided guidance at every turn, not only individually but also in social contexts, with particular consideration in political arenas. The issue of the finality of Prophethood is highlighted as a significant unified concern within the Muslim community, reflecting deep emotional sentiments and religious duty among followers. Maulana Aziz-ur-Rahman Hazarvi's pivotal role in the movement regarding the finality of Prophethood and respect for the Prophet Muhammad (PBUH) is underscored, acknowledging his substantial contributions at the conclusion of the article.

Keywords: *Religious, Educational, Peer Aziz ur Rahman Hazarvi.*

CC BY

مختصر تعارف:

پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ فروری1948ء(رجب المرجب)میں ہزارہ ڈویژن کے مشہور مقام ضلع گڑھ ام میں واقع بستی چھپر گرام میں پیدا ہوئے۔مشہور مستجاب الدعوات بزرگ مولانا اللہ یار عرف "حضرت تمائی باباجیؒ"کی اولاد میں سے ہیں۔آپؒ کے والدِ گرامی حضرت مولانا صاحبزادہ محمد ایوب صاحبؒ اپنے علاقہ میں تجارت،امامت اور درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ تھے۔آپ کے داداجان حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالمنان صاحبؒ سلسلہ نقشبندیہ میں سیدپور شریف،کشمیر کے ایک بڑے بزرگ سے مجاز تھے۔آپؒ کا نسبی تعلق پشتونوں کی بلند صاحبزادہ قوم سے ہے۔مولانا ہزارویؒ کے اجداد میں ایک مشہور نام حضرت تمائی بابا جیؒ کا آتا ہے جن کا اصل نام مولانا محمد اللہ یار تھا،اور یہ ایک مستجاب الدّعوات شخصیت اور سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے۔اور یہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مرید تھے۔حضرت تمائی باباجیؒ کی رہائش ضلع مانسہرہ کے علاقے بھیر کنڈ میں تھی۔

مولانا ہزارویؒ کا نسبی تعلّق پشتونوں کی ایک بلند قوم "صاحبزادہ قوم" سے ہے،جو کہ پٹھانوں کی سواتی قوم کی ذیلی شاخ ہے۔سواتی ایک درخشندہ ماضی کی حامل پختون یا افغان قوم ہے، جن کا روحانی پیشوا دیگر پختون قبائل کی طرح قیس عبد الرشید ہے۔سلطان شموس کی تیز اور بلند آواز کی وجہ سے اس کا لقب صوتی پڑ گیا تھا،جو بعد میں صواتی اور پھر آہستہ آہستہ سواتی بن گیا۔یوں پورے قبیلے کو سواتی کہا جانے لگا،جو کہ آج تک مستعمل ہے۔[1]

دینی خدمات کا آغاز:

مولانا ہزارویؒ کی فراغت 1971ء میں جامعہ دار العلوم حقّانیہ اکوڑہ خٹک سے ہوئی تو آپؒ نے دینی کاموں کا آغاز فرمایا،اور اس مقدس

فریضہ کی ادائیگی کے لیے مقام انتخاب راولپنڈی کا علاقہ الہ آباد(چوہڑ) تھا۔[2]

آپؒ جب راولپنڈی میں دینی خدمات سرانجام دے رہے تو اسی دوران 1975ء میں ایک دلخراش واقعہ پیش آیا،علاقہ الہ آباد(چوہڑ)راولپنڈی میں چونکہ اہلِ تشیّع کی رہائش گاہیں بھی تھیں۔چنانچہ اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے آپؒ کے فرزند ارجمند مفتی محمد اویس عزیز صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"1975ء میں ایک دلخراش واقعہ پیش آیا۔وہ یہ کہ ایک رافضی بدبخت کے گھر میں امیر المؤمنین خلیفہ بلا فصل سیدنا حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شبیہ بنا کر توہین کی گئی،اور یہ بات کسی طرح اہلِ سنت مسلمانوں کو معلوم ہوئی تو اس بات پر سخت ردِّ عمل سامنے آیا۔حضرت ہزارویؒ پر بھی اس کا شدید اثر ہوا اور اس واقعہ کے ردِّ عمل میں رافضیوں کے خلاف آپؒ نے "سنّی محاذ" بنایا۔اس کا ایک مثبت نتیجہ یہ ہوا کہ ان رافضیوں کا مکمل بائیکاٹ ہو گیا اور باوجود مقامی انتظامیہ کی مداخلت کے اہلِ سنت والجماعت کو کامیابی ملی۔ اس کا بدلہ اسلام دشمنوں نے حضرت ہزارویؒ سے لینے کے لئے مختلف سازشیں شروع کر دیں۔حضرت کی مسجد میں بعض ناسمجھ سُنیوں کے ذریعے ہنگامہ آرائی کی گئی،چونکہ یہ مسجد مختلف طبقات کی تھی،اس لیے مصلحتاً حسبِ مشورہ حضرت نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

الہ آباد(چوہڑ) کے اس دلخراش واقعہ کا حضرت جیؒ کی طبیعت پر بہت اثر تھا،چنانچہ آپؒ نے حرمین پاک کے مستقل قیام کا

ارادہ کر لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مرشدِ گرامی حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا مستقل قیام بھی مدینہ منوّرہ میں تھا۔ چنانچہ اللہ کریم نے اسباب مہیا فرمائے اور آپؒ نے اپنے محسن و مربیؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے ہمراہ یہ مبارک سفر کیا۔ مکہ مکرمہ میں واقع علوم دینیہ کی بڑی درسگاہ مدرسہ صولتیہ میں آپؒ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ تو مدینہ طیّبہ سے ہندوستان کے لئے خانقاہی طرز پر رمضان گزارنے کے لئے رخصت ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سن کر آپؒ بہت مغموم ہوئے کیونکہ آپؒ کی نیت تو یہ تھی کہ یہ رمضان المبارک اپنے مرشدِ گرامی حضرت شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں گزاروں گا۔[3]

"چوہڑ" الہ آباد کے دلخراش واقعہ اور بعد کے حالات کی وجہ سے مدینہ منوّرہ کا قیام جب زیادہ طویل ہو گیا، تو علاقہ کے اہلِ محبت حضرات نے حضرت جی ہزارویؒ کی واپسی کے لیے مختلف طریقے استعمال کرنا شروع کیے، مگر حضرت نے مستقل قیام کی غرض سے واپسی نہ فرمائی۔ ادھر مقامی احباب نے مجاہدِ ملّت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے درخواست کی کہ آپ ارشاد فرمائیں تو ضرور واپس آئیں گے۔ چنانچہ مولانا ہزارویؒ نے مدینہ منوّرہ حکم نامہ بھیج دیا کہ یہاں راولپنڈی (پاکستان) میں دینی کام کی ضرورت ہے، واپس آ جائیں۔ عزیز الرحمٰن ہزارویؒ نے فوراً حضرت مولانا سعید احمد خان صاحبؒ امیر تبلیغی جماعت (سعودی عرب) مشورہ فرمایا، اور اس مشورے کے بعد مرشدِ گرامی حضرت شیخؒ سے رہنمائی کے لیے درخواست کی۔ اس پر حضرت شیخ الحدیثؒ نے جواباً فرمایا کہ آپ جوان ہو، پاکستان میں جاکر کام کرو، میں تو بوڑھا ہوں، جب تم بوڑھے ہو جاؤ تو مرنے کے لیے آ جانا۔[4]

مدینہ منوّرہ سے واپسی پر بعض دینی احباب سے مل کر زمین کا ایک نیا ٹکڑا حاصل کیا گیا، جس کا نام (گزشتہ پیش آمدہ واقعہ کی وجہ سے) مسجد صدیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجویز ہوا، جسے بارگاہِ رسالت ﷺ سے ایک منامی بشارت میں "خانقاہِ تجلّی گاہِ حق" کا مبارک خطاب ملا۔[5]

الحمدللہ۔۔۔! یہاں دینی خدمات کا سلسلہ شروع ہوا، دین کے ہر شعبے اور ہر کام کی بھرپور رہنمائی کی گئی، اور یہ آج بھی اہلِ حق کے مراکز میں نمایاں مرکز ہے۔ اپنے شیخ کی منشاء کے مطابق کام کرنا آپ کی ایک امتیازی شان تھی، حضرت شیخ الحدیثؒ کو آپ کے کام کے بارے میں اطلاع ہوتی رہی اور آپ ہمیشہ دعاؤں اور توجّہاتِ عالیہ سے نوازتے رہے، حضرت شیخ کی وفات سے قبل یہ مشورہ ہوا تھا۔ کہ آئندہ سال حضرت شیخؒ کا ماہِ رمضان المبارک کا اعتکاف جامع مسجد صدیقِ اکبر (الہ آباد، راولپنڈی) میں ہو گا، مگر محبوب کریم ﷺ کے شہر کی محبت اور بقیع کی آرزو مقدّم ہوئی، (فَرَحِمَہُ اللّٰہُ رَحمَۃً وَّاسِعَۃً) آپؒ کی اس خواہش کو حضرت شیخ الحدیثؒ کے بعد

حضرت کے اجل و محبوب خلیفہ مجاز حضرتِ اقدس الحاج صوفی محمد اقبال صاحبؒ مدفون جنّت البقیع اور حضرت شیخ کے دیگر اجل خلفاء ضرت اقدس مولانا عبد الحفیظ مکّیؒ، حضرتِ اقدس سیّد مفتی مختار الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ و دیگر اولیاء امّت نے اعتکاف کر کے پورا کیا۔ مولانا ہزارویؒ کے صاحبزادے مفتی محمد اویس عزیز "نقوش عزیز میں آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "حضرت جی ہزارویؒ کا نظریہ ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ علماء کی ذمہ داریاں صرف مدرسہ کی چار دیواری تک محدود نہیں ، بلکہ وارثینِ انبیاء کرامؑ کی اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ امّتِ مسلمہ کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت

بھی کی جائے، چنانچہ آپؒ کی پوری علمی زندگی میں کوئی بھی ایسا موقع کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ مسلمانوں کے دینی ماحول و معاشرہ میں کسی بھی نام سے کفر و الحاد یا ضلالت و گمراہی نے سر اٹھایا ہو، یا دین کی مسلمہ روایات سے بغاوت ہوئی ہو اور آپ نے اس کی سرکوبی میں صفِ اوّل میں کردار ادا نہ کیا ہو۔ آپؒ کا تعلّق خانقاہ، مدرسہ سے بھی ہے، درس و تدریس، دعوت و تبلیغ، سلوک و ارشاد نیز قلمی جہاد کے علاوہ ہر باطل کی سرکوبی کے لئے عملی جہاد سے بھی ہے۔ آپؒ نے صرف ملک ہی میں نہیں، بیرونی دنیا میں بھی اہل باطل کے خلاف آوازِ حق کو بلند کیا۔"

دینی جدّوجہد اور دعوتی سرگرمیاں

مولانا ہزارویؒ کی ساری زندگی دینِ اسلام پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اس پر لانے کی فکر و کوشش ہی میں گزری، خواہ وہ زمانہ طالب علمی ہو یا پھر فارغ التحصیل ہونے کے بعد کا دور، ہمہ وقت دینِ اسلام کی آبیاری اور خدمت گزاری میں مصرفِ عمل نظر آتے تھے، کہیں بھی کسی بھی وقت دینِ اسلام کا کوئی تقاضہ پیش آتا آپؒ پیش پیش نظر آتے۔

آپؒ کی اسی دینی جدّوجہد کے بارے میں مفتی اویس عزیز صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "الحمد للہ۔۔۔۔!آپؒ کی ساری زندگی دین کی خدمت میں گزری، آپؒ نے دفاعِ ختمِ نبوّت، دفاعِ صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم، دفاعِ اسلام، مساجد و مدارس، ملک و ملت کے دفاع اور خدمتِ خلق کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔[6]

کریم ربّ کا احسان ہے کہ آپؒ کے خلفاء و مجازین، متوسّلین و تلامذہ ملک کے کونے کونے میں مدارس، مکاتب، مساجد و خانقاہوں کو آباد کیے ہوئے ہیں، بہت سے متعلّقین اہلِ حق کی جماعتوں سے وابستہ ہو کر آپؒ کے فیضان کو عام کر رہے ہیں۔ آپؒ کا تعلّق اور رفاقت تادمِ وفات جمیعت علمائے اسلام پاکستان کے ساتھ رہا۔"

جامعہ دار العلوم زکریا کا قیام

پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ نے چونکہ دینِ متین کی خدمت کا آغاز راولپنڈی سے کیا تھا، شروع میں مسجد صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہٗ سے آغاز ہوا تھا، پھر اسلام آباد ترنول کے مقام پر "سرائے خربوزہ" میں ایک بہت بڑی دینی درسگاہ قائم کی گئی، جس کا نام حضرت ہزارویؒ نے اپنے پیر و مُرشد شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے نام سے منسوب کر کے "جامعہ دار العلوم زکریا" رکھا۔

جامعہ ہذا ایک بہت بڑے رقبہ پر محیط دینِ اسلام کی آبیاری میں دن رات مصرفِ عمل ہے۔ آپؒ کے فرزند مفتی محمد اویس عزیز مد ظلہٗ اس سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "آپؒ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور خاتم الانبیاء، محبوبِ دو جہاں حضرت محمد ﷺ کے صدقے اور طفیل پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں زمین کا ایک بڑا رقبہ حاصل کیا، اور اس میں اپنے مُرشدِ گرامی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے نام مبارک سے منسوب خانقاہ زکریا اور جامعہ دار العلوم زکریا کا قیام عمل میں لایا۔ ہر سال ماہِ رمضان میں ہزاروں فرزندانِ اسلام یہاں آتے ہیں اور اعتکاف کرتے ہیں، اور جامعہ اور ملحقہ شاخوں میں کئی ہزار سے زائد طلباء کرام تعلیمِ دین حاصل کرتے ہیں سلسلہ ں سال بھر خانقاہی اور رفاہی نظم چلتا

ہے۔"[7]

جامعہ دار العلوم زکریاؒ اسلام آباد مختلف شعبہ جات میں دینِ اسلام کی خدمت میں کوشاں ہے۔ حفظ و ناظرہ کا الگ شعبہ ہے، جس میں جیّد قراء کرام تدریسی فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ درسِ نظامی درجہ اُولیٰ تا دورہ حدیث شریف ہے، شعبہ امتحانات و نظم و نسق ہے، اس کی نظامت آپؒ کے صاحبزادے مفتی محمد اویس عزیز مدظلہ کر رہے ہیں۔ طلباء کرام کے قیام و طعام کا انتظام بھی جامعہ ہی کی طرف سے کیا جاتا ہے، ملک کے مختلف صوبوں اور علاقوں سے تعلّق رکھنے والے طلباء علم کی پیاس بجھانے جامعہ دار العلوم زکریا ترنول (اسلام آباد) کا رُخ کرتے ہیں۔[8]

خانقاہِ زکریاؒ کا قیام

سلوک و معرفت حقیقی سعادت اور ابدی فلاح کا راستہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر علماء کرام کا یہ اہم ترین دینی مشغلہ رہا ہے، جن کو ان حضرات نے نہایت احتیاط کے ساتھ قرآن و حدیث کے ماتحت چلا کر بتلا دیا کہ اس تصوّف کی حقیقت احسان ہے۔، جو کہ شریعت کی رُوح اور مغز ہے، اور اس کا حاصل تصحیحِ نیت ہے، کہ جس پر تمام اعمال کا دارو مدار بھی ہے۔ چنانچہ حضرت ہزارویؒ نے بھی اس شغف کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے باطنی جلا بخشنے کے لیے اور تزکیہ نفوس کی خاطر اسلام آباد کے اس رقبہ میں آپؒ نے جہاں دار العلوم زکریا کی بنیاد رکھی تو وہیں پر تصوّف و سلوک کے سلسلے کے لئے بھی اپنے شیخ و مربیؒ کے نام سے ہی موسوم "خانقاہِ زکریاؒ" کا قیام بھی عمل میں لایا۔ آپؒ کی رحلت کے بعد آپؒ کے بڑے صاحبزادے قاری محمد عتیق صاحب مدظلہ اس سلسلے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ ملک بھر سے روحانی فیض کے حصول اور تزکیہ نفس کے لئے ہزاروں افراد خانقاہِ زکریا کی طرف سفر کرتے ہیں۔

آپؒ کے فرزند مفتی محمد اویس عزیز "نقوشِ عزیز" میں اس بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "آپؒ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور خاتم النبیین، محبوبِ دو جہاں حضرت محمد ﷺ کے صدقے اور طفیل پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد میں زمین کا ایک بڑا رقبہ حاصل کیا، اور اس میں اپنے مُرشدِ گرامی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے نام مبارک سے منسوب خانقاہ زکریا اور جامعہ دار العلوم زکریا کا قیام عمل میں لایا ہر سال ماہِ رمضان میں ہزاروں فرزندانِ اسلام یہاں آتے ہیں اور اعتکاف کرتے ہیں، اور جامعہ اور ملحقہ شاخوں میں کئی ہزار سے زائد طلباء کرام تعلیم دین حاصل کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ سال بھر خانقاہی اور رفاہی نظم چلتا ہے۔"[9]

پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ نے جہاں علوم و فنون کی اشاعت و ترویج کے لئے ادارے کا قیام عمل میں لایا تو وہیں عوام الناس کی فلاح و بہبود کے پیشِ نظر زکریا ٹرسٹ کے نام سے بھی ایک ادارہ قائم فرمایا، جہاں ضرورت مند افراد کی حتّی الامکان مدد کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ مختلف مُستحق افراد اس ادارے سے مُستفید ہو رہے ہیں۔

پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی تصانیف

مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ نے جہاں لوگوں کی اصلاح کے لیے خانقاہی سلسلے میں خدمات سر انجام دیں تو وہیں اپنی

تصانیف کے ذریعے بھی عوام الناس کی تربیت کا اہتمام فرمایا۔ آپؒ کی یہ تصانیف ہر خاص و عام میں مقبول ہیں۔ ان تصانیف کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

1۔ ذکر اللہ کے حلقے جنّت کے باغات

سلوک و معرفت حقیقی سعادت اور ابدی فلاح کا راستہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر علماء کرام کا یہ اہم ترین مشغلہ رہا ہے، جن کو ان حضرات نے نہایت احتیاط کے ساتھ قران و حدیث کے ماتحت چلا کر بتلا دیا کہ اس تصوّف کی حقیقت احسان ہے۔، جو کہ شریعت کی رُوح اور مغز ہے، اور اس کا حاصل تصحیح نیت ہے، کہ جس پر تمام اعمال کا دارومدار بھی ہے۔ چنانچہ حضرت ہزارویؒ نے بھی اس شغف کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے باطنی جلا بخشنے کے لیے یہ کتاب تحریر فرمائی کہ جس میں ابتداء حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی فضائلِ ذکر سے آیات و احادیث اور پھر اس کے اہم مضامین کی تخصیص پیش کی گئی ہے اور اس کے بعد "فضائلِ دُرود شریف" کتاب کے بعض اہم اجزاء نقل کیے گئے ہیں۔ پھر دیگر بزرگوں اور اکابر کے کلام کی روشنی میں "کثرتِ ذکر" اور ذکرِ جہری" کی مشروعیت اور اہمیت و افادیت بھرپور طریقے سے ثابت کی ہے۔ بعد ازاں امام ربّانی حضرت گنگوہیؒ، حکیم الاُمّت حضرت تھانویؒ، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ مفسرِ قرآن حضرت لاہوریؒ، شیخ المشائخ حضرت رائے پُوری جیسے اکابر اور قطب الاقطاب، برکۃ العصر شیخ الحدیثؒ کے مبارک سلسلوں میں کثرتِ ذکر اور ذکرِ جہری کے معمولات کا تعامل اور توارث دکھلایا ہے، اور ساتھ ہی ان لوگوں کی چند ایک غلط فہمیوں کے ازالے کی کوشش بھی فرمائی ہے، جن کو ایک خاص ہیئت کے ساتھ اجتماعی ذکر کی مجالس کے سلسلہ میں شکوک و شبہات پیش آتے ہیں اور آخر میں ذکرِ جہری سے متعلّق ہندوپاک کے تمام مؤقر اداروں اور اکابرِ اہلِ فتاوٰی کے فتاوٰی بھی نقل فرمائے ہیں، جن سے اس عمل کے شرعی حدود و قیود کی تفصیلات بھی سامنے آجاتی ہیں۔

2۔ماہنامہ "زکریا" کے ایڈیٹر

دار العلوم زکریا کے زیرِ اہتمام جاری ہونے والا ماہنامہ "زکریا" جو کہ اصلاحِ امّت کے سلسلے میں جاری کیا گیا، آپؒ اس مجلّہ کے ایڈیٹر رہے۔

3۔رسالہ "الجمیعہ" کے ایڈیٹر

پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کافی عرصہ تک رسالہ "الجمیعہ" کے ایڈیٹر رہے۔[10]

تحفّظِ مدارسِ دینیہ

مدارس کی ابتداء

مدرسہ کے قیام سے پہلے مذہبی تعلیم یا تو استاد کے گھر میں دی جاتی تھی یا پھر مسجد میں۔ جہاں بیک وقت کئی استاد اپنے اپنے حلقے بنا کر طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔ یہ تعلیم عام طور پر نجی ہوا کرتی تھی، اور ریاست بہت کم ان کی مالی امداد اور تعاون کیا کرتی تھی، اگر کوئی شخص علمائے کرام، اساتذہ مدارس اور مذہبی تعلیم کے لئے چندہ دیتا یا تعاون کرتا تو اسے ایک نیک کام تصوّر کیا جاتا تھا۔ اس وجہ سے اکثر دینی تعلیم کا خرچ گاہے بگاہے مخیر حضرات کی مدد اور تعاون سے چلا کرتا تھا، جن میں تاجر، اُمراء، حکومت کے اعلٰی عہدیداران شامل ہوا کرتے تھے۔ جب عبّاسی خلافت کی کمزوری کی وجہ سے خلافت کے صوبوں میں آزاد حکومتیں قائم ہونا شروع

ہوئیں تو انھیں ایسے تربیت یافتہ علمائے کرام کی ضرورت تھی کہ جو قاضی، مفتی اور صدر کے عہدوں کے لیے مناسب ہوں، چنانچہ اس ضرورت کو پُورا کرنے کی غرض سے مدارس کے قیام کی ضرورت پڑی، تاکہ ایک ایسا ادارہ ہو جہاں باقاعدہ تعلیم و تربیت کے بعد علماء کو تیار کیا جاسکے۔ کہا جاتا ہے کہ پہلا مدرسہ خراسان میں قائم ہوا، اوراس کے بعد اس کی تقلید کرتے ہوئے اسلامی دُنیا کے مختلف حصوں میں مدرسے قائم ہونا شروع ہوئے۔

چونکہ ایک مدرسے کے لئے ضروری تھا کہ اس کی ایک عمارت ہونی چاہیے کہ جس میں اساتذہ اور طلباء کے لیے ایک کتب خانہ ہو اور اس میں باقاعدہ تنخواہ دار اساتذہ ملازم ہوں اور طالب علموں کی رہائش کے لیے ہاسٹل ہو، اس لیے ایک ایسا ادارہ چندوں کے سہارے نہیں چل سکتا تھا، اس کے لیے باقاعدہ آمدنی کی ضرورت تھی۔[11]

اس لیے ان مدارس کو ریاست نے مالی امداد فراہم کرنا شروع کی۔ اس طرح ریاست نے مدارس پر نہ صرف اپنا تسلّط قائم کرنا شروع کر دیا بلکہ مذہبی تعلیم کو بھی اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ ان مدارسِ دینیہ کا پہلا مقصد تو یہ تھا کہ ایسے لوگوں کی تربیت کی جائے کہ جو شرعی اور فقہی اُمور میں مہارت رکھتے ہوں، تاکہ یہ لوگ عدالتی عہدوں پر فائز کیے جاسکیں، اس لیے بہت جلد ایسے مدارس قائم ہونا شروع ہو گئے کہ جو چاروں فقہی مذاہب میں طلبہ کو تعلیم فراہم کرتے تھے، اس کی وجہ سے مدرسہ ایک ایسا مرکز ہو گیا کہ جو معاشرے کی مذہبی ضروریات کو پُورا کرتا تھا اور مذہبی مدارس کا تحفّظ کرتا تھا۔

مولانا ہزارویؒ اور تحفظِ مدارس

مولانا ہزارویؒ ہمہ صفت شخصیت کے مالک تھے، آپؒ کی ذاتِ بابرکت کو خالقِ باری تعالیٰ نے کمالات کا جامع بنایا تھا۔ آپؒ ان عظیم شخصیات میں سے تھے کہ جو قوموں کی تاریخ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور اپنے شاندار تاریخی کارناموں کی وجہ سے تاریخ میں بلند مقام پاتے ہیں۔ آپؒ ہر میدان میں ہی دینِ اسلام کی خدمت کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے۔ ہر دور میں مدارسِ دینیہ کے لیے کئی اعتبار سے مشکلات درپیش آتی ہیں۔ حضرت ہزارویؒ کے دور میں جب کبھی بھی مدارسِ دینیہ کے سلسلے میں کوئی مشکلات سامنے آتیں تو آپؒ مدارس کی خدمت اور تحفّظ کے لیے صفِ اوّل میں دکھائی دیتے تھے۔ جب کبھی بھی حکمرانوں کی طرف سے مدارسِ دینیہ کے بارے میں کوئی نئے اصول و ضوابط اور نئی پالیسیاں سامنے لائی جاتیں اور وہ دینِ متین کے برعکس ہوتیں تو آپؒ اسلام آباد کی سڑکوں پر نکل آتے اور بھرپُوری حکمت و دانائی سے ان مسائل کو حل فرما کر ہی دم لیتے تھے۔[12]

وفاق المدارس العربیہ اور عزیز الرحمٰن ہزارویؒ

مدارسِ دینیہ کے تعلیمی بورڈ "وفاق المدارس العربیہ پاکستان" میں آپؒ بطورِ مجلسِ عاملہ کے رکن اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے اور وقتاً فوقتاً راولپنڈی، اسلام آباد میں منعقد ہونے والی تمام میٹنگز میں شامل ہوا کرتے۔ ہر میدان میں نہ صرف راولپنڈی / اسلام آباد کے مدارسِ دینیہ کا دفاع فرمایا کرتے تھے بلکہ تمام تر مدارس کی رہنمائی اور رہبری گویا آپؒ نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔

بقول مولانا الیاس گھمن صاحب: آپؒ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلسِ عاملہ کے انتہائی فعال رکن رہے، آپؒ کی مدبّرانہ کاوشوں اور مشوروں کی بدولت وفاق المدارس نے مختصر عرصہ میں ترقی کی منازل طے کیں اور آئندہ بھی آپؒ کے فیصلوں

سے رہنمائی لی جاتی رہے گی۔

تحریکِ ختمِ نبوّت میں حضرت ہزارویؒ کا کردار

پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد بد قسمتی سے اس ملک کا پہلا وزیرِ خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی مقرر ہوا، جس کی وجہ سے قادیانیوں کی سرگرمیوں میں تیزی آتی گئی۔اس وقت کے حالات کے بارے میں ڈاکٹر احمد حسین کمال یوں رقمطراز ہیں "پاکستان بنتے ہی مرزائی فرقے نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز کر دی تھیں،اور بعض سیاسی دعوے بھی کر ڈالے تھے۔ بلوچستان کے بارے میں کہا گیا کہ یہ ہماری جماعت کے لیے ایک اچھا میدان ثابت ہو سکتا ہے۔ سرکاری بھرتیوں میں اس فرقے کے اثر ورسوخ کی باتیں پھیلنے لگیں،اور یہ شبہ سامنے آنے لگا کہ پاکستان میں جہاں شیعہ سُنی اکثریت ختمِ نبوّت پر پختہ یقین اور عقیدہ رکھتی ہے،اب اس عقیدہ کے علی الزعم مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوّت کا اظہار اعلانیہ کر دیا جائے گا۔ اور مرزائیت کی تبلیغ سرِ عام شروع ہو جائے گی۔اس دوران مرزائیت کے خلاف لکھی گئی بعض کتب بھی ضبط کر لی گئیں، جن میں شیخ الاسلام علّامہ شبیر احمد عثمانیؒ (مرحوم) کی کتاب "الشہاب الثاقب" کی ضبطی بھی شامل ہے۔"[13]

اس دوران مرزایئوں کے مذموم عزائم بھی کھل کر سامنے آگئے۔انہوں نے پریس کے ذریعے اشتعال انگیز بیانات دینے شروع کر دیے، نیز مرزائیوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ ایسے حالات پیدا کر دو کہ 1952ء گزرنے سے پہلے پہلے دشمن احمدیت کی آغوش میں گرنے پر مجبور ہو جائے۔[14]

مرزائیوں کے ان اشتعال انگیز بیانات کی وجہ سے علمائے کرام اور عام مسلمانوں کی طرف سے سخت ردِّ عمل سامنے آیا علماء کرام نے مرزائیت کی تردید میں اپنی تبلیغی سرگرمیاں بھی بڑھادیں اور ایک نکتہ کا اضافہ کر دیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے،اور پھر اس کو تسلیم کرانے کے لیے مطالبات کا آغاز ہو گیا اور سر ظفر اللہ خان کی وزارت سے علیحدگی کا مطالبہ بھی زور پکڑنے لگا۔[15]

ان حالات میں علمائے کرام نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے عزت وناموسِ رسالت کی خاطر اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی اور اس فتنے کا سر کچلنے کے لیے آپس میں رابطے شروع کر دیے اور پھر اس طرح مسلسل کنونشن منعقد ہونے لگے۔ تحفظِ ختمِ نبوّت کے لیے مختلف جماعتیں وُجود میں آنے لگیں،اور ہر خاص وعام اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے اس میں اپنا اپنا کردار ادا کرتا رہا۔

حضرت ہزارویؒ ان حالات سے کیسے بے خبر رہ سکتے تھے، آپؒ کے حساس دل نے آپؒ کو خالصتاً مذہبی اور دینی تحریک میں پہلی صف کے رہنماؤں میں شامل ہو کر اس میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دی۔ جہاں اور دینی اور مذہبی رہنماؤں نے اس تحریک میں حصہ لیا، آپؒ بھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔

مناظرِ اسلام مولانا الیاس گھمن صاحب آپؒ کی خدمات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وطنِ عزیز میں جب کبھی عقیدہ ختمِ نبوّت وناموسِ رسالت وصحابہ واہلِ بیت، ائمہ مجتہدین اور اسلام کی مقتدر شخصیات کے حوالے سے بات آئے تا آپؒ کی جُرات مندانہ للکار نے حالات کا رُخ صحیح سمت موڑا۔"[16]

شعبہ ہائے دینیہ کے ہر محاذ اور ہر میدان میں آپؒ کی مساعی جمیلہ قابلِ صد لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے ہر فورم پر حق و

صداقت کی صدا انتہائی بے باکی سے بلند کر کے حق گوئی کا حق ادا کر دیا، بالخصوص تحریکِ ختم نبوّت ان کی والہانہ محبّت کسی سے ڈھکی چھپی ہوئی نہیں کہ انتہائی کٹھن حالات میں بھی اس تحریک کے روحِ رواں کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب آپؒ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزارویؒ ایسے پارس تھے کہ جس پتھر کو بھی قُرب ہوتا سونا بن جاتا، عالمی مجلس تحفّظِ ختم نبوّت کے حاضر وغائب بھی خواہ تھے۔ مجھے کئی دوستوں نے بتایا کہ اُنھیں حضرت ہزارویؒ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ختم نبوّت کا کام کرنا ہے تو عالمی مجلس کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ۔ حضرت ہزارویؒ ختم نبوّت کے حوالے سے انتہائی حساس طبیعت کے مالک تھے، مجلس تحفّظ ختم نبوّت کو ہمیشہ اپنی صفِ اوّل کی شرکت سے سرفراز کیا۔ تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ، اہلِ بیتِ اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ان کی خدمات سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اسلام آباد، راولپنڈی، چارسدہ، بنوں، مردان، پشاور صوابی، چناب نگر، لاہور اور اٹک کی ختم نبوّت کانفرنسوں میں شرکت سے ممنونِ احسان کرتے۔ تمام کانفرنسوں میں حضرت کی آمد ہمارے لئے باعثِ مسرّت ہوتی اور ہم اسے اپنے لیے باعثِ سعادت گردانتے۔[17]

نتائج البحث:

1. مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ ایک جیّد عالم، مشہور صوفی اور ایک عظیم مجاہد تھے۔
2. پختون قوم جن خوبیوں اور عادات واطوار (پردہ، شرم وحیا، تواضع وانکساری، مہمان نوازی اور ایمانی جذبہ وغیرہ) سے پہچانے جاتے ہیں وہ خوبیاں پختون قوم میں بدستور موجود ہیں۔
3. مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی پوری زندگی سے ایک بات یہ کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپؒ کی زندگی عشقِ رسالتِ مآب ﷺ میں مکمل طور پر گھری ہوئی تھی۔
4. مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی سیرت میں آپؒ کی جملہ صفات وخصوصیات میں صفتِ سخاوت تمام صفات پر حاوی تھی۔
5. ذکر اللہ کی مجالس پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی گویا پہچان بن چکی تھیں۔ آپؒ کو ذکر اللہ سے ایک خصوصی شغف ومحبّت تھی۔
6. پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ زمانہ طالب علمی ہی سے اتّباعِ سنت کی پیروی کرتے ہوئے نظر آتے تھے اور بالآخر یہ آپؒ کی ایسی طبیعتِ ثانیہ بن گئی تھی کہ زندگی کے ہر موقع پر بلا تکلّف اُٹھنے والا ہر قدم اسی رنگ میں رنگا ہوا دکھائی دیتا تھا۔
7. پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی زندگی میں محبّتِ رسولِ کریم ﷺ کا ایک نمایاں مظہر درود شریف کی کثرت تھا۔ اس سلسلے میں آپؒ کی مساعی جمیلہ کو بیان کرنے کے لیے یقیناً پوری کتاب بھی ناکافی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 محمد اویس عزیز، مفتی، نقوشِ عزیز، ص10، ادارۃ الشیخ، اسلام آباد، نومبر 2021ء

Muhammad Awais Aziz, Mufti, Nuqush-e-Aziz, p. 10, Idarah al-Sheikh, Islamabad, November 2021

2 انٹرویو: حبیب الرحمٰن، قاری، بمقام مدرسہ امام ابو حنیفہؒ، شمس آباد بٹگرام، بروز اتوار، 3 جنوری

Interview: Habib al-Rahman, Qari, bi-maqam Madrassa Imam Abu Hanifa, Shamsabad, Battagram, baroz Itwaar, 3 January

3 محمد اویس عزیز، مفتی، نقوشِ عزیز، ص10، ادارۃ الشیخ، اسلام آباد، نومبر 2021ء

Muhammad Awais Aziz, Mufti, Nuqush-e-Aziz, p. 10, Idarah al-Sheikh, Islamabad, November 2021

4 ایضاً

Ibid

5 محمد اویس عزیز، مفتی، نقوشِ عزیز، ص12، ادارۃ الشیخ، اسلام آباد، نومبر 2021ء

Muhammad Awais Aziz, Mufti, Nuqush-e-Aziz, p. 12, Idarah al-Sheikh, Islamabad, November 2021

6 ایضاً

Ibid

7 ایضاً

Ibid

8 "دینی مدارس کا معاشرے میں کردار"، صفّہ اسلامک ریسرچ سینٹر، اکتوبر، 2015ء

Deeni Madaris ka Muashray mein Kirdar, Safwah Islamic Research Centre, October 2015

9 انٹرویو: حبیب الرحمٰن، قاری، بمقام مدرسہ امام ابو حنیفہؒ، شمس آباد بٹگرام، بروز اتوار، 3 جنوری 2022ء بوقت 2 بجے

Interview: Habib al-Rahman, Qari, bi-maqam Madrassa Imam Abu Hanifa, Shamsabad, Battagram, baroz Itwaar, 3 January 2022, bi-waqt 2 baje

10 ایضاً

Ibid

11 "دینی مدارس کا معاشرے میں کردار"، صفّہ اسلامک ریسرچ سینٹر، اکتوبر، 2015ء

Deeni Madaris ka Muashray mein Kirdar, Safwah Islamic Research Centre, October 2015

12 انٹرویو: حبیب الرحمٰن، قاری، بمقام مدرسہ امام ابو حنیفہؒ، شمس آباد بٹگرام، بروز اتوار، 3 جنوری 2022، بوقت 2 بجے

Interview: Habib al-Rahman, Qari, bi-maqam Madrassa Imam Abu Hanifa, Shamsabad, Battagram, baroz Itwaar, 3 January 2022, bi-waqt 2 baje

13 ڈاکٹر کمال احمد حسین، عہد ساز قیادت، ص47، مکتبہ العلم، لاہور

Dr. Kamal Ahmad Hussain, Ahd Saaz Qiadat, p. 47, Maktabah al-Ilm, Lahore

14 امیرِ شریعت، عطاء اللہ شاہ، جانباز مرزا حیات، ص45، مکتبہ تبصرہ، لاہور

Amir-e-Shariat, Ataullah Shah, Jaanbaz Mirza Hayat, p. 45, Maktabah Tabsarah, Lahore

15ڈاکٹر کمال احمد حسین، عہد ساز قیادت، ص49، مکتبہ العلم، لاہور
Dr. Kamal Ahmad Hussain, Ahd Saaz Qiadat, p. 49, Maktabah al-Ilm, Lahore
16گھمن، مولانا محمد الیاس، شریعت و طریقت کا آفتابِ جہاں تاب، 3جولائی2020ء
Ghumman, Maulana Muhammad Ilyas, Shariat wa Tariqat ka Aftab-e-Jahan Tab, 3 July 2020
17ماہنامہ، الحق، اکوڑہ خٹک، جون تا اگست2020ء
Mahnama, al-Haq, Akora Khattak, June to August 2020